## سوال

(17) تقدیر کو گالی دینے کی ممانعت

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

تقدیر کو گالی دینے کی ممانعت

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

میں نے اخبار ''الریاض'' شمارہ نمبر ۴۸۸۷ مجریہ ۷ ارمضان ۱۴۰۱ ہجری

''معاشرتی کہانی'' کے مستقل گوشہ میں ''تقدیر کی سختی'' کے زیر عنوان ایک مضمون دیکھا جو قماشہ ابراہیم کے قلم سے ہے، اس میں مضمون نگار نے یہ بھی لکھا ہے کہ ''یہ زندگی ہم اس طرح بسر کر رہے ہیں گویا ہمارے کوئی حقوق نہیں ہیں، ہم اس طرح رہ رہے ہیں کہ تقدیر ہماری عمروں کے ساتھ کھیل رہی ہے، حتیٰ کہ تقدیر ان سے اکتا جاتی ہے تو انہیں اٹھا کر ایک دوسرے جہان میں پھینک دیتی ہے، تقدیر کبھی تو ہمارے آنسوؤں کے ساتھ کھیلتی ہے اور کبھی ہماری مسکراہٹوں کے ساتھ۔''

یہ کلام کمال توحید اور تقدیر کے ساتھ کمال ایمان کے منافی ہے کیونکہ تقدیر نہیں کھیلتی اور زمانہ کوئی عبث کام نہیں کرتا کیونکہ اس زندگی میں جو کچھ بھی ہوتا ہے، وہ

اللہ سبحانہ وتعالی کی مقرر کردہ تقدیر اور اس کے علم کے مطابق ہوتا ہے،

اللہ سبحانہ وتعالی ہی رات دن کو پھیرتا ہے اور وہی اپنی حکمت کے تقاضا کے مطابق سعادت اور شقاوت کا فیصلہ کرتا ہے اور یہ حکمت بسا اوقات لوگوں سے مخفی بھی رہتی ہے کیونکہ ان کا علم محدود ہے اور ان کی عقلیں اس بات سے قاصر ہیں کہ وہ حکمت الہی کا ادراک کر سکیں۔ اس کائنات کی ہر چیز کو اللہ تعالی نے پیدا فرمایا ہے اور اپنی مشیت وقدرت کے مطابق پیدا فرمایا ہے، اس نے جو چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا وہ نہیں ہوا، وہ دیتا اور منع کرتا ہے، وہی تہہ وبالا کرتا ہے، وہی عزت وذلت سے نوازتا ہے، وہی غنی وفقیر کرتا ہے، وہی ضلالت وہدایت سے ہمکنار کرتا ہے، وہی سعادت وشقاوت سے نوازتا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے حکومت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے۔ اس نے ہر چیز کو بہت احسن انداز میں پیدا فرمایا ہے۔ خالق کے تمام افعال، اوامر اور نواہی حکمت بالغہ پر مبنی ہیں اور ان کے اغراض ومقاصد بے حد قابل ستائش ہیں، جن پر اللہ تعالی کا شکر بجالانا چاہئے خواہ قصور فہم کی وجہ سے انسان ان اغراض ومقاصد کا ادراک نہ بھی کر سکے۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر کتب میں یہ حدیث موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ ''ابن آدم مجھے ایذاء پہنچاتا ہے جب وہ زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ زمانہ تو میں ہوں، میرے ہاتھ میں امر ہے، میں ہی رات دن کو پھیرتا ہوں۔'' ایک اور روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ ''ابن آدم کو یہ نہیں کہنا چاہئے، ''ہائے زمانے کی محرومی! کیونکہ میں زمانہ ہوں رات دن کو بھیجتا ہوں اور جب چاہوں گا ان کو روک لوں گا۔''

زمانہ جاہلیت میں عربوں میں یہ رواج تھا کہ انہیں جو آلام ومصائب پیش آتے، وہ انہیں زمانے کی طرف منسوب کر دیتے اور کہتے کہ ''انہیں حوادث ہر پہنچ گئے ہیں، انہیں زمانے نے تباہ

برباد کردیا ہے۔ ''وہ شدائد و مشکلات پیدا کرنے والے کو گالی بھی دیتے تھے تو یہ گالی گویا اللہ تعالی کو دیتے کیونکہ درحقیقت تمام امور کا فاعل تو وہی ہے، لہذا انہیں منع کردیا گیا کہ زمانے کو گالی نہ دو، اس حدیث کے یہی معنی امام شافعی، ابو عبید، ابن جریر، بغوی اور کئی ائمہ کرام رحمھم اللہ تعالی علیھم سے منقول ہیں۔

اقلب اللیل والنھار''میں رات دن کو پھیرتا ہوں۔ ''کہ معنی یہ ہیں کہ رات دن میں جو بھی خیر و شر رونما ہوتا ہے وہ صرف اللہ کے ارادہ، تدبیر، اور علم و حکمت سے ہوتا ہے اور اس میں اس کا کوئی سہیم و شریک نہیں۔ وہ جو چاہتا ہے صرف وہ وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا، لہذا واجب ہے کہ دونوں حالتوں میں اس کی تعریف کی جائے، اس کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے اور توبہ و انابت کے ساتھ صرف اسی کی طرف رجوع کیا جائے، ارشاد باری تعالی ہے: ونبلو ترجعون

''اور ہم تم لوگوں کو سختی اور آسودگی میں آزمائش کے طور پر مبتلا کرتے ہیں اور تم ہماری طرف ہی لوٹ کر آو گے''

امام مجدد محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب التوحید''میں ایک باب قائم کیا ہے، جس کا نام ہے باب من سب الدھر فقد آذی اللہ''جب کسی نے زمانے کو گالی دی، اس نے اللہ تعالی کو ایزاء پہنچائی۔ ''اس باب میں آپ نے مذکورہ بالا حدیث ذکر کرکے فرمایا ہے کہ یہ حسب ذیل کئی مسائل پر مشتمل ہے:

۱۔ زمانے کو گالی دینے کی ممانعت کی گئی ہے۔

۲۔ زمانے کو گالی دینے اللہ تعالی کو ایذاء پہنچانا رکھا گیا ہے۔

۳۔ فان اللہ ھوالدھر پر غور کرنا چاہیے۔

۴۔ انسان بسا اوقات دشنام طراز ہوتا ہے، خواہ وہ دل سے اس کا قصد نہ بھی کرے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس مضمون نگار خاتون نے، اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے۔۔۔ عنوان قصہ میں زمانے کی طرف سختی کو منسوب کرکے غلطی کی ہے کیونکہ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے تقدیر تصرف نہیں کرتی بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے ساتھ تمام اشیاء کا اندازہ مقرر فرما رکھا ہے اور اللہ سبحانہ، کی طرف سے قساوت کو بھی منسوب نہیں کیا جاسکتا کہ وہ تو اپنے بندوں کے ساتھ رحم فرمانے والا ہے، ماں بھی اپنے بچے پر اس قدر شفقت نہیں کرتی جس قدر اللہ تعالی اپنے بندوں پر رحمت فرماتا ہے لہذا واجب ہے کہ ہم اپنے قلم کو اس طرح کی لغزشوں سے بچائیں تاکہ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات کی تعمیل ہو، توحید کی تکمیل ہو اور اس چیز سے ہم اجتناب کریں جو توحید یا کمال توحید کے منافی ہو اور جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں، ذرائع ابلاغ کا حلقہ بہت وسیع ہے اور لوگ اس سے متاثر بھی بہت ہوتے ہیں لہذا اگر ہم اس طرح کے الفاظ استعمال کریں گے تو وہ لوگوں میں عام ہوجائیں گے اور وہ انہیں بے محابا استعمال کرنے لگیں گے، خاص طور پر نسل نو ان کے استعمال میں احتیاط سے کام نہیں لے گی، لہذا اس طرح کے الفاظ کو استعمال کرنے سے احتیاط کرنی چاہیے۔

ہم اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور قلم اور زبان کی لغزشوں سے محفوظ رکھے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

**مقالات وفتاویٰ**

**ص143**